'اِسلام' کا مفہوم

ڈاکٹر تنویر حسین

'اِسلام' کے لُغوی معانی

'اِسلام' عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ س۔ل۔م ہے۔ اِس مادہ سے فَعِلَ کے وزن پر فعل ماضی سَلِمَ (اور متعلقہ فعل مضارع یَسْلَمُ، اِسم سَلاَمَةٌ، اور سَلاَمٌ) ہے۔ جس کے مندرجہ ذیل معانی ہیں:

۱۔ وہ سلامت رہا۔

۲۔ وہ ہر قِسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہو گیا، یا صحیح و سلامت رہا۔

۳۔ وہ ہر قِسم کی آفت، خطرات، حوادث یا تباہی و بربادی سے محفوظ یا سلامت رہا۔

۴۔ وہ ہر قِسم کی بیماری سے محفوظ یا سلامت رہا۔

۵۔ اُس کی ہر کمی پُوری ہو گئی۔ یا، وہ ہر قِسم کی کمی سے محفوظ یا سلامت رہا۔

'سلامتی' ہر قِسم کے عیوب و نقائص، آفات، خطرات، حوادث، بیماری یا کمی سے پاک ہونے کا نام ہے۔ جبکہ 'امن' کا لفظ 'خوف' کے مقابلہ میں آتا ہے (سورۃ قریش ۱۰۶:۴)

مادہ س۔ل۔م سے باب اِفعالٌ کے وزن پر اِسم اِسْلاَمٌ (اور متعلقہ فعل ماضی اَسْلَمَ) ہے۔ جس کے معنی درج ذیل ہیں:

۱۔ کسی کی حاکمیت یا اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے خود کو اُس کے دیئے ہوئے اُصول و ضوابط، احکام و قوانین اور ہدایات و مرضی کے ماتحت کر لینا تاکہ سلامتی حاصِل ہو جائے۔

۲۔ خود کو کسی کی مرضی اور احکام کے حوالے یا سپرد یا ماتحت کر دینا۔

۳۔ کسی کے سامنے ہتھیار ڈال دینا۔

۴۔ کسی کے احکام و قوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا، جُھک جانا۔

۵۔ اِسلام قبول کر لینا۔ مُسلِم ہو جانا۔

وہ طرزِ زندگی جس میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے خود کو اُس کے دیئے ہوئے اُصول وضوابط، احکام و قوانین اور ہدایات ومرضی کے ماتحت کرلیا جائے اَلْاِسْلَامُ [1] کہلاتا ہے۔ اور ایسا طرزِ زندگی گزارنے والے کو اَلْمُسْلِمُ کہتے ہیں۔ ایسا کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنی اور معاشرے کے تمام لوگوں کی سلامتی کو یقینی بنایا جائے۔

وہ ریاست جس میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے تمام اُمورِ ریاست اُس کے دیئے ہوئے اُصول و ضوابط، احکام و قوانین اور ہدایات ومرضی کے ماتحت چلائے جائیں اِسلامی ریاست کہلاتی ہے۔ ایسی ریاست کے قیام کا بُنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ ریاست کے تمام افراد کی سلامتی کو یقینی بنایا جائے۔ یعنی وہ نہ صرف ہر قسم کی آفت، خطرات، حوادث، تباہی اور بربادی سے محفوظ اور تندرست و توانا رہیں بلکہ اُن کے تزکیہ اور فلاح میں کسی قِسم کی کوئی کمی نہ رہ جائے۔ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لوگوں کے اُس گروہ کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے خود کو اُس کے دیئے ہوئے اُصول و ضوابط، احکام و قوانین اور ہدایات ومرضی کے ماتحت کرلے۔

جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے تو دونوں دعا کر رہے تھے کہ اے ہمارے رب! تو ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے، بیشک تو خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے، اور یہ کہ

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

اے ہمارے رب! ہم دونوں کو مُسلِم (یعنی اپنے احکام کے سامنے جھکنے والے تابع فرمان بنا) اور ہماری اولاد سے ایک اُمت مُسلمہ (یعنی اپنے احکام کے سامنے جھکنے والی تابع فرمان اُمت بنا) اور ہمیں ہمارے مناسک دِکھلا دے اور ہماری توبہ قبول فرما، بیشک تو ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے، (البقرہ ۲:۱۲۸)

---

1 لفظِ اِسلام سے پہلے اَلْ لگنے سے یہ اِسمِ معرفہ (خاص) بن جاتا ہے جس سے ایک خاص ہستی (اللہ تعالیٰ) کی حاکمیت اور اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے اُس کے دیئے ہوئے اُصول وضوابط، احکام و قوانین اور ہدایات ومرضی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا مُراد لیا جاتا ہے۔

اَلاِسْلام کو قرآن میں اَلدِّین کہا گیا ہے، 'مذہب' نہیں۔ اَلاِسْلام، بطورِ اَلدِّین، ایک ایسا طرزِ زندگی اور نظامِ حیات ہوتا ہے جس میں حتمی اختیار و اقتدارِ اعلیٰ اور حقِ حکومت اللہ تعالیٰ کو حاصل ہوتا ہے، اُسی کے دیے ہوئے قوانین اور ہدایات یا اُن کی روشنی میں بنائے گئے قواعد وضوابط کو حتمی حیثیت حاصل ہونے کے تحت ہر شعبۂ زندگی میں اُس کی تابعداری و فرماں پذیری لازم ہوتی ہے، اِس یقین کے ساتھ کہ آخرِ کار اُسی کے قوانین کے مطابق اعمال کا حساب وکتاب ہونا ہے اور اُسی کے قوانین کے مطابق جزا و سزا ملنی ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

بے شک اَلاِسْلام (یعنی اللہ کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے اُسی کی تابع فرمانی کرنا) ہی اللہ کے نزدیک پسندیدہ طرزِ زندگی ہے۔ (آلِ عمران ۳:۱۹)

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ

اور جو کوئی اَلاِسْلام کے سوا کسی اور طرزِ زندگی کو بطورِ دین چاہے گا تو وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آخر میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو گا۔ (آلِ عمران ۳:۸۵)

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ

تو کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سوا (کوئی اور دین) چاہتے ہیں حالانکہ کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں سب طوعاً و کرھاً اُسی کے (احکام و قوانین کے) سامنے سرِ تسلیم خم کئے ہوئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ (آلِ عمران ۳:۸۳)

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا

اور دین کے اعتبار سے اُس شخص سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس نے اپنا رُوئے نیاز و ہستی اللہ کے (احکام کے) سامنے جھکا دیا اور وہ اچھے کام کرنے والا بنا رہا اور ہر باطل نظریئے سے لاتعلق ہو کر یکسُوئی کے ساتھ مِلّتِ ابراہیمی کا اتباع کرتا رہا۔ (النساء ۴:۱۲۵)

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اور قول کے اعتبار سے اُس شخص سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس نے اللہ کی طرف دعوت دی اور اچھا کام کیا اور کہا کہ بے شک میں مُسْلِمین میں سے ہوں۔ (فصلت ۴۱:۳۳)

بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

بِلاشُبہ، جس نے اپنے رُوئے نیاز و ہستی کو اللہ (کے احکام) کے سامنے جھکا دیا اور وہ اچھے کام کرنے والا بنا رہا تو اُس کے لئے اُس کے رب کے ہاں اُس کا اجر ہے اور ایسے لوگوں پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ (البقرہ ۲:۱۱۲)

وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ

اور جو اپنے رُوئے نیاز و ہستی کو اللہ (کے احکام) کے سامنے جھکا دے اور وہ اچھے کام کرنے والا بنا رہے تو اُس نے فی الواقع ایک بہت ہی مضبوط سہارا تھام لیا۔ اور انجامِ کار تمام معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (لُقمان ۳۱:۲۲)

الاِسلام کوئی نیا دین نہیں جو صرف خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے دُنیا کو ملا ہو بلکہ اُن سے پہلے آنے والے اللہ کے رسول بھی دینِ االاِسلام کے ہی پیروکار تھے۔ اِبراھیمؑ بھی مُسلِم ہی تھے۔

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ وہ توہر باطل سے لاتعلق بالکل یکسُو مُسلِم تھے اور وہ ہرگز مُشرکین میں سے نہیں تھے۔ (آلِ عمران ۳:۶۷)

موسیٰؑ اور اُن کی قوم کے وہ لوگ جو اللہ کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے اُسی کے تابع فرمان تھے، وہ بھی مُسلمین ہی تھے۔

وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ
اور موسیٰؑ نے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اُسی پر توکّل کرو اگر تم مُسلِم ہو۔ (یونس ۱۰:۸۴)

عیسیٰؑ اور اللہ کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے والے عیسیٰؑ کے حواری بھی مُسلم ہی تھے۔

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ
پھر جب عیسیٰؑ نے اُن کی طرف سے کُفر محسوس کیا تو کہا: کون اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہے؟ حواریوں نے کہا: ہم ہیں اللہ کے مددگار، ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیے کہ ہم مُسلِم ہیں۔ (آلِ عمران ۳:۵۲)

جو بھی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے اُس کے دیئے ہوئے اُصول وضوابط، احکام و قوانین اور ہدایات و مرضی کے ماتحت زندگی گزارتے ہیں اللہ نے اُن کا نام اَلْمُسْلِمِين رکھا ہے

هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا

اس (اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے، اس سے پہلے (کی کتابوں میں) بھی اور اس (قرآن) میں بھی۔۔۔(الحج ۲۲:۷۸)

اللہ کو ماننے والے سبھی لوگوں کو چاہیے کہ وہ اللہ کی رسی (یعنی قران) کو مضبوطی سے تھامے رکھیں، کسی قسم کے تفرقہ میں نہ پڑیں، مُسلم بنیں اور اپنے آپ کو کسی فرقہ سے منسوب کرنے کی بجائے صرف 'مُسلِم' کہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ
وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

اے ایمان والو! اللہ کا تقوی اختیار کرو جیسے اُس کے تقوی کا حق ہے اور تمہاری موت صرف اسی حال پر آئے کہ تم مُسْلِم ہو، اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ (آلِ عمران ۳:۱۰۲۔۱۰۳)

قرآنِ مجید میں 'مُسلِمین' کا لفظ 'مُجرمین' کے مقابلہ میں آیا ہے۔ چنانچہ ایک سچا مُسلِم کبھی مُجرم نہیں ہو سکتا۔

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ

کیا ہم مُسلمین کو مجرمین کی طرح کر دیں گے؟ (القلم ۶۸:۳۵)

سورۃ الجِن میں، 'مُسلمون' کا لفظ 'قاسطون' کے مقابلہ میں بھی استعمال ہوا ہے۔ قاسطون وہ لوگ ہوتے ہیں جو حق سے رُوگردانی اور ناانصافی کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک سچا مُسلِم کبھی حق سے رُوگردانی اور ناانصافی نہیں کر سکتا۔

وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ

اور یہ کہ ہم میں سے (بعض) مُسلمون ہیں اور ہم میں سے (بعض) قاسطون ہیں۔ (الجِن ۷۲:۱۴)